اکیسویں صدی میں سسکتی عورت

انڈیا کی سونالی مکھرجی، تیزاب کے حملے سے جس کا چہرہ جھلسا دیا گیا، رائٹرز کی نمائندہ کے ہمراہ۔۔۔۔ فوٹو رائٹرز

آج جبکہ دنیا بھر میں خواتین کا عالمی دن منایا جا رہا ہے تو اُدھر امریکہ ایسوسی ایٹڈ پریس کے حوالے سے سیئٹل ٹائمز نے یہ رپورٹ شایع کی ہے کہ پچھلی دہائی کے مقابلے میں اب خواتین کے خلاف جنسی تشدد کی شرح میں چونسٹھ فیصد تک کمی آئی ہے۔

بیورو آف جسٹس کی جانب سے ایک سروے کے اعداد و شمار جمعرات کو جاری کیے گئے جس کے مطابق امریکہ بھر میں سن دو ہزار کے دوران دو لاکھ ستر ہزار جنسی زیادتی اور جنسی تشدد کے کیس سامنے آئے جبکہ 1995ء کے دوران اس طرح کے کیسز کی تعداد پانچ لاکھ چھپن ہزار تھی۔

لیکن کیا اس تعداد کو جو چونسٹھ فیصد کمی کے بعد سامنے آئی ہے، کسی بھی طرح اطمینان بخش قرار دیا جاسکتا ہے؟

یہ اس ملک کا حال ہے جو دنیا بھر میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور سپر پاور ملک ہے۔ اس سے یہ اندازہ کرنا چنداں مشکل نہیں کہ غریب اور ترقی پذیر ممالک میں خواتین کے ساتھ کس طرح کا سلوک کیا جا رہا ہوگا؟

تشدد سے آزاد زندگی تمام انسانوں کا لازمی حق ہے، لیکن لاکھوں خواتین اور نوجوان لڑکیاں تشدد سے دوچار ہیں چاہے امن ہو یا تصادم کی صورتحال ہو، کہیں ان پر ریاست اپنے بعض قوانین کے ذریعے ظلم سے دوچار کیے ہوئے ہے تو کہیں وہ گھر میں اپنوں کے یا معاشرے میں غیروں کے ستم کا شکار ہیں۔

مثال کے طور پر ایتھوپیا میں اکیاسی فیصد خواتین یہ سمجھتی ہیں کہ ان کے شوہروں کی جانب سے ان پر کیا جانے والا تشدد ان کے شوہر کا حق ہے، گنی میں ساٹھ فیصد خواتین ایسا سمجھتی ہیں، جبکہ پاکستان میں ہر پانچویں عورت اپنے شوہر کے ہاتھوں تشدد کا نشانہ بنتی ہے۔

خواتین اور لڑکیوں پر تشدد محض انسانی حقوق کا معاملہ نہیں رہا بلکہ اب اسے معاشی ترقی میں ایک اہم رکاوٹ سمجھا جانے لگا ہے۔

آج اکیسویں صدی میں بھی خواتین دنیا بھر میں ان پڑھ لوگوں کی کل تعداد کا ستر فیصد حصہ ہیں، اور آئندہ بھی صورتحال میں بہتری کی کوئی توقع نہیں کی جاسکتی کہ ساٹھ فیصد کم عمر لڑکیاں یا تو اسکول چھوڑ چکی ہیں یا غربت کی وجہ سے اسکول کی تعلیم ان کی استطاعت سے باہر ہے۔

آج بھی ہر ایک منٹ پر ایک حاملہ عورت اولاد کو جنم دینے کے عمل کے دوران یا نامناسب علاج معالجہ کی وجہ سے پیدا ہونے والی پیچیدگیوں کے باعث ہلاک ہو جاتی ہے۔ آج ترقی پذیر ممالک کی تیس فیصد خواتین ذہنی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔

اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق ترقی پذیر ممالک میں دیہاتی خواتین کی نوّے فیصد لیبر فورس کو گھریلو عورت یعنی ہاؤس وائف ہی کہا جاتا ہے۔

پاکستان، انڈیا اور دیگر ترقی پذیر ممالک میں خواتین کے ساتھ جس طرز کے رویے عام ہیں، اس میں لعن طعن، گالم گلوچ، مار پیٹ کا تو شمار ہی نہیں کیا جاتا۔ جب نوبت جان لینے تک جا پہنچتی ہے تو اس کو بڑی خبر میں شمار کیا جاتا ہے، تب محلے کے لوگوں کو پتہ چلتا ہے کہ اس گھر میں عورتوں کے ساتھ کیا کیا ہوتا رہا ہے، ورنہ باقی چیزوں کو معمول کی کارروائی ہی سمجھا جاتا ہے۔

پسماندہ علاقوں اور دیہاتوں میں خواتین کے سر مونڈنے، ناک، کان، زبان کاٹ دینے اور سرعام کپڑے اتارنے سے
لے کر کم سن بچیوں اور یہاں تک کہ ضعیف العمر خواتین کے ساتھ انتقامی اور اجتماعی ریپ کے واقعات عام ہیں۔

ہڈیاں توڑنے، اعضاء کاٹنے، زندہ جلانے اور مارنے کے بعد ان کی لاشوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے تک کے بھیانک
ظلم و تشدد کی خبریں آئے دن رپورٹ ہوتی رہتی ہیں۔

ایسے واقعات میں کمی نہیں آ رہی ہے بلکہ ان میں دن بہ دن اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔

پاکستان میں خواتین پر تشدد کے بھیانک واقعات کی بڑھتی ہوئی شرح کی ایک اہم اور بنیادی وجہ قانون نافذ کرنے والے
اداروں کا بدعنوان ہونا اور عدالتی نظام کی سستی ہے۔ انصاف کا مساویانہ نظام نہ ہونے اور عدم تحفظ کی صورتحال برقرار رہنے سے ظالم
کے ہاتھ مضبوط ہو گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ظلم کا شکار عورت ظلم سہتے سہتے مر جاتی ہے اور ظالم غیر مؤثر نظام عدل کے وجہ سے
محفوظ رہتا ہے اور اس کا ظلم کا دائرہ روز بروز وسیع سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔